رجسٹرڈ ومبر ا ے ۸۳

REGISTERED No A 783

AKHBAR OUDH PUNCH

جلد ہشتم — Volume, VIII

1923 LUCKNOW ١٩٢٣

اودھ پنچ

अखबार अवध पंच लखनऊ



مطبع ممتاز المطابع وکٹوریا اسٹریٹ لکھنؤ سے باہتمام حکیم محمد ممتاز حسین جعفری چھپکر شائع ہوا

H. B. Khan Artist

اودھ اخبار

اودھ پنچ کے ہم جلیسوں کو اودھ پنچ کے شوخ ریمارک اور فقروں کا پورا لطف نہیں آسکتا جب تک ان ریمارک اور فقروں کی تفصیلات اودھ اخبار میں مفصل نہ سن لیں۔

پہلا ہوا ہمیں اودھ پنچ کے ناظرین اودھ اخبار سے روزانہ ملاقات کر سکتے ہیں۔

انکا دولت خانہ حضرت گنج لکھنؤ میں ہے۔

جلد ۸ نمبر ۲۲

مضامین غیب

مورخہ ۸ جون سنہ ۱۹۲۳ء

کوڑیاں ہیں جواہرات کے مول
کیسہ بکشا و چشمہ شامت کھول
خس و خاشاک کے لگے ہیں ڈھیر
لوٹ لوٹ لو کہ ہے اندھیر

ایک نظر معدوم ادھر بھی

کہاں ہیں آنکھوں کے اندھے گانٹھ کے پورے جیب سنبھال آنکھیں بند کرکے دیکھیں کہ آج ہماری ایجنسی نے خدائی بھر کے بیکاروں کا باقاعدہ ٹھیکا لے لیا ہے ایجنسی ایک صدی کم ستر سال سے برابر کام کر رہی ہے۔ کار بیکاری کا سلسلہ نہ ٹوٹا ہے نہ ٹوٹنے والا ہے نہ ٹوٹے گا۔ جو فروشی و گندم نمائی کا دستور نہایت کارآمد دستور ہے۔ ڈکر تول جھوٹ بول۔ لوٹ کی مرے اڑا۔ یہ سر تا سر عمل ہے۔ اپنے اشتہارات میں ہماری ایجنسی نے کبھی ایک لفظ صحیح نہیں لکھا۔ بات یہ ہے کہ صدق قول و فعل پرانے دقیانوسی مولویوں کا کام ہے۔ سچائی اندھیرو لعزیزی میں باپ مارے کا بیر ہے جو جلتیاں راستی پر عمل پیرا ہیں کبھی سر سبز نہیں ہوتیں انجام کار بوریا بدھنا سمیٹ عدم آباد کی راہ لیتی ہیں۔ جھوٹ سے دنیا راضی ہے یہی وجہ ہے کہ آج کوئی شخص صادق القول ہونے کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور جو بیجا دعوے کرتا ہے وہ گاندھی جی کی طرح جیل میں چنا کاٹتا ہے بس نہایت شناسی کا یہی مفہوم ہے کہ تنہا یہ انسان چلتا رہے جیسا دیس ہو ویسا بھیس ہو" الحق مر" کی تلخی سے کام و دہان کو بچائے مزے اڑائے خطاب پائے ججیری تنخواہ پائے۔ لوگ کہتے ہیں کہ دروغ کو فروغ نہیں وہ جھوٹے ہیں اگر دروغ کو فروغ نہیں تو آکر بڑے بڑے وکیلوں کی دکانیں کیونکر بند ہیں۔ مدعی اور مدعا علیہ دونوں اپنی صورت پر کیس مقرر کرتے ہیں ان دونوں میں سے ایک ضرور جھوٹا ہوتا ہے۔ اور یہ بھی مانی ہوئی بات ہے کہ جو وکیل چرب زبان مطلب فہم بات بات میں شاخیں چھڑنے کلیاں نکالتا جانتا ہے وہی بالا مارے جاتا ہے کمزور مقدمہ والے اسی کو تاکتے اسی کے آستانہ پر ناک گھستی کرتے ہیں۔ دونی چوگنی فیس دیتے ہیں چند سال گزرنے پر عالی شان و کالت خانہ کی دروغ بیل ڈالی جاتی ہے۔ کوٹھیاں تیار ہو جاتی ہیں محل کھڑے ہو جاتے ہیں حقیقی کمزوری کو شہزوری ثابت کرنے والا جھوٹا نہیں تو کون ہے کسی حکیم دانشمند کا قول ہے ؎

آدمی زادہ چون شود بیکار
یا شود دزد یا شود بیمار

بیماری و دزدی کی علت یہی ہے کہ مربیوں نے ان بیکاری پسند بچوں کو سلیقہ کے ساتھ جھوٹ بولنے کی تعلیم نہیں دی ورنہ بستر کسالت پر بیٹھے بیٹھے بڑی بڑی رقمیں ادا کرتے نہ چوری کرتے دکھنیا جھیلتے۔ ذری نگاہ غور سے دیکھیو تو سہی رمال اور عامل کیا کرتے ہیں وہ چوری نہیں کرتے وہ خستہ خانہ آباد نہیں کرتے انکے دروازے سے پیر منزلوں سے لوگ آتے ہیں۔ زانوے ادب تہ کرتے۔ گردن ارادت جھکائے جبین نیاز ٹیکتے۔ آستانۂ نحوست کو بوسہ دیتے ہیں۔ معقول نذرانہ چڑھاتے ہیں تقدیر کا حال (علم غیب) ایک جاہل ریاکار کی زبان سے سنتے آمنا و صدقنا کہتے چلے جاتے ہیں اگر رمال کی پیشگوئی صحیح ہوئی تو ملکوں ملکوں اسکے کمال کا ڈنکا پیٹتے پھرتے ہیں ورنہ ؎

حال غیبی کس نہ میداند بجز پروردگار

کا عذر معقول بہانہ ہے۔ زائچہ کی غلطی حسابی بھول چوک کے سر ازل سے تھوپی جا چکی ہے۔ کسی شہر میں ماں اور بیٹے کا ایک جوڑا رہتا تھا۔ پانی برسنے کی پیشگوئی کوئی شغل بیکاری یا فدیہ آزوقہ تھی۔ ادھر ابر کے ٹکڑے افق پر نمودار ہوئے ایک نے کہا پانی برسے گا دوسرے نے کہا ابر کھلی مسلے کا خالی گرج چمک کے پیچھ دکھائے گا۔ کبھی ماں کا قول گرسی نشین ہوتا کبھی بیٹے کا تیر ترازو ہوتا منجا کی حماقت دونوں کے رائدہ کا سامان کرتی اور کبھی ایک کے مقابلہ پر دوسرے کو جھوٹا نہ قرار دیتی۔ پانی برستا یا نہ برستا مگر بہر حال دونوں کی کشت امید سیراب ہو جاتی۔

حکومت بالا نے ہندوستان کے حق میں ایک فال کو (گورنمنٹ آف انڈیا ایکٹ) کے ذریعہ پیش گوئی فرمائی کہ یہ ابر رحمت جلد تھل بھر دے گا۔ اب جا ہے خوا ہندسیپی کی طرح قطرہ ہائے زر نقد کے لالچ میں منہ کھولے یا پانی میں ناک گھولے مگر قانون کے پروان چڑھنے میں کوئی شک نہیں جن ناقابل پرزۂ نے اس مشین میں جگہ پائی وہ پیش گوئی کی سچائی پر ایمان رکھتے ہیں اور جن کو اس سے نفع نہ ہو سکا وہ نکتہ چینی پر تلے بیٹھے ہیں۔ دونوں سچے دونوں میٹھے۔

دیکھا یاروں یہ ہے جھوٹ بولنے کا سلیقہ ہر ایک بیکار کو لازم ہے کہ ہماری ایجنسی کی جانب رجوع کرے ویسے ایسے مشورے دیے جائیں گے کہ پیٹ بھی اسی کی پیٹ بھی اسی کی پھر لطف یہ کہ بازو نہ ہلاؤ بیٹھے تکیہ سے کھلاؤ کسالت و کاہلی بستر پرستی و بیکاری میں رتی بھر فرق نہ پڑے گا۔

المشتہر

نیجر سرپرست بیکاران ایجنسی ملک ہند

چیدہ چیدہ اسناد

(۱) عالیجناب سٹھرلے باز خان شامت نواز جنگ بہادر تحریر فرماتے ہیں :-

جناب نیجر صاحب۔ تسلیم۔ واہ واہ آپ کی توصیف نہیں ہو سکتی کیا مشورہ دیا ہے کہ جواب نہیں رکھتا۔ زمانہ طالب العلمی میں بندہ نے آپکی ایجنسی کا اشتہار دیکھا اور اپنی اصلی حالت آپکی ایجنسی کو لکھ بھیجی تھی کہ بندہ دنیا کمانے کے بجائے جورو بچوں کے پالنے سے گھبراتا ہے اور آپنے ایک طریقہ دستکاری تعلیم فرمایا تھا چنانچہ آٹھ نو سال سے

وسن بن خاص کی مشق جاری تھی اب کامل کامیابی حاصل ہو گئی ہے۔ فکر معاش سے بالکل مستغنی ہوں نہ بوروں کی ضرورت رہی نہ سچ پیدا کرنے کی توفیق نہ طلب معاش کا شکوہ ہے نہ فراخی حوصلہ کا شکریہ ؎

نہ اڑین نہ پیچ ان میں نہ اوون میں مزا ہے
جو مرد جز و کے ستونوں میں مزا ہے

چونکہ دائیں کی تاک جھانک سے آزاد ہوں بچہ بازی و دیگر مناہی سے کلیتہً بری چاہ پچ کی رغبت سے کام ہے نہ دلبر کی شوخیت سے لگاؤ واقعی عجب نعمت ہے تمام لذائذ دنیاوی کی دستاویز گویا اپنے نام لکھوالی ہے۔ بے منت خلق بستر پر لیٹے لیٹے سب کچھ (ذہنی تعیش) ہیں۔ نہ آمد کا لین نہ کاجو کا دین۔ غمزہ ہائے بیجا عشوہ ہائے ناروا سے سروکار ہے نہ فرمائش کا بار۔ اگر میونسپلٹیاں زنان بازاری کو بازار یا ہر یا شہر سے پرے باہر کر دیں تو اپنی بیزاری سے اور دامت برکاتہ حافظی مار ہو تو اپنی بلا سے نہ دوڑ کے چلیں نہ بھیس کے گرین۔ ستان دنقطہ کا مطالبہ یکقلم منسوخ نقش و نہرو کسر نفر کا مواخذہ قطعاً ناجائز۔ دبلا تپلا قاق منحنی مرنجی منکسر مزاج ہو گیا ہوں۔ کپڑے پہنوں تو اسے میں کافی ہیبت ہو گئی ہے۔ نظافت و پارسائی کا یہ عالم ہے کہ حور کی بچی اور غلمان کا فرزند کوئی بھی ہو بنگاہ بد سے دیکھنے کی قابلیت بالکل سلب ہو گئی ہے ضعیف بھی ہوں خفیف بھی ہوں مسکین بھی ہوں نحیف و نحیت بھی ہوں۔ کم خوری کا یہ عالم ہے کہ چڑیا کی زبان اور مانڈے کا پھول ایک مرتبہ کھا لیتا ہوں ملن کھانے کی زحمت سے محفوظ رکھتا ہے اور بے جوڑ ہوں کھائے ہضم نہیں ہوتا۔ پھر وہ ایک ہی کروٹ پڑا رہتا ہوں بستر کو ایذا نہیں دیتا۔ اگر چند سے یہی حال رہا تو جسم روح کے بار سے سبکدوش ہو جائیگا۔

چلے بے حساب جہاں سے ہم نہ کسی سے ہم نے پیار کیا

آپ کے بتائے ہوئے شغل بیکاری نے کفایت و آرام کی حد کر دی۔ اہل غرض دوستوں کا گھر پر مجمع نہیں رہتا اسلئے کہ کسی سفارش کا ہونا نہیں شادی بیاہ میں فضول خرچی اور نیوتے کی رقم آمدنی میں داخل ہو گئی ہے اسلئے کہ شہرت سے بننے کا یارا نہیں۔ جو کوئی ہوئے بیر سے۔ آجاتا ہے تو امام ضامن کا روپیہ بازو پر باندھتا ہے میری گرہ سے کچھ نہیں جاتا۔ خالی تولی کب تک جھک جھک نیت و بدگوئی کے بجائے کلمات عبادت و تسبیح زبان پر لاتا ہے۔ مہمان نوازی کی توقع نہیں کرتا کیا ستی کی اندیشت شکستہ چیز نیز دروازہ عزت خالی ہو رہتا۔ ابھی تک تو لوگ عیادت کو آتے ہیں خدا وہ دن کرے کہ لوگ تعزیت کو آئیں اور آپ کا یہ شاگرد بستر توڑ کر آرام تمام بھلی آرام گاہ میں قبر میں ٹانگ پھیلا کے سوئے۔ باقی کیا عرض کروں خدا آپ سے بچے۔

(۲) جناب من۔ سلام شوق۔ حسب دستور دیگر آپ کے شاگرد رشید کاتب الحروف نے ایک امیر کبیر کو نہایت کوشش و سعی سے جہنم پہونچایا۔ دیروز کی انتہا میں کمی نہیں ہے ایک گداگر کی صدا ہے سوال غنی رحمت اللہ مگر غنی لعنت اللہ ہے میرا مطلب یہ ہے کہ میں نے جس امیر کو تاکا وہ صرف گھری کا غنی نہیں بلکہ اسکا دل بھی غنی ہے۔ اور بمشکل تمام غالب مرحوم کے اس شعر کا مطلب اسے سمجھانے پر قادر ہوا ہے ؎

مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

یہ رئیس صاحب فی الواقع بہت چست و چالاک ہنگامہ پسند تھے۔ میونسپلٹی کی ممبری سے لے کے کونسل کی ممبری تک جتنے مشاغل بیکاری دنیا میں ہو سکتے ہیں سب یکا یاب حاصل کر چکے کوئی انجمن کوئی سوسائٹی کوئی کلب کوئی لیگ ایسی نہیں جسکے شرکا کے کارش میں حضرت کا نام نامی نظر نہ آتا ہو۔ میں حال آپ سے داد طلب ہوں کہ کیسے چھترے جنگل میں مجھکو کیا الجھنا پڑا۔ بہر حال کسی نہ کسی طرح گھس پیٹھ کے مصاحبین خاص میں داخل ہو گیا آپ نے بندہ کو شاید کبھی دیکھا ہو تو اسلئے نیاز علیہ بقدر کہ قلم سے نکلے ہوئے حروف کھینچ سکتے ہیں کہ تو میں ایک سب لکھا بیچا ہوں کاپی و کتابت میں برکھت سعادت کا دادا ہوں۔ بال ترشوانے خط بنوانے ناخن ترشوانے میں تضیع اوقات کبھی گوارا نہیں کرتا۔ نہانے دھونے کپڑے بدلنے سے مجھے انتہائی نفرت ہے۔ منہ کبھی دھویا نہیں حقے کی عادت ہے چلم بھر لیتا ہوں نہ تیہ تازہ کرنا یا پانی بدلنا میرا معمول نہیں چلم بھر کے انگلیاں حقے کے سڑے ہوئے گٹے سے پونچھ لیتا ہوں۔ آبدست غیر ضروری چیز ہے لہٰذا تیمم ڈھیلے توڑنے کی طرح اجابت کے بعد زمین پر گھس لیا کرتا ہوں ایک ایسے شخص کا وجود جیسا کہ میں ہوں کسی امیر کی صحبت میں نقل محفل نہ بنے یہ ممکن نہیں۔ پہلے پہل میرا ہونے دیکھ کے اہل صحبت کے زبان میں کھل جھنی پھبتیاں کہنے لگے رئیس صاحب بھی کا ہوا اپنے رفقا کے ساتھ پھبتیاں کہنے میں شریک ہونے لگے۔ ایک مرتبہ مجھ سے سوال ہوا شیخ صاحب آپ کو نیم چینے میں کیا لطف ملتا ہے زرا آئینہ لے کے اپنی صورت تو دیکھیے میں داغ کا شعر پڑھا ؎

لطف مے تجھ سے کیا کہوں واعظ
ہائے کمبخت تو نے پی ہی نہیں

پھر مخزن اور میٹریا میڈیکا کے حوالے دینا شروع کیے کہ فیم کے کیا فوائد ہیں یکسوئی خاطر۔ تجرد خیال طول عمر۔ زوال دل سے نجات تکلف سے چھٹکارا فروتنی۔ انکسار۔ ہمدردی۔ خفت سے اجتناب اشتعال سے تحفظ۔ امراض معدہ سے بچاؤ۔ جوانی میں طرف ثانی کے ناک بھوں چڑھانے اور سمجھانا ہے بہت غم غلط کرنے مرنجان مرنج رہنے کا اصل نسخہ۔ یہ سب فوائد کتابوں میں لکھے ہیں اپنی شان سے بندہ نے انکو خوب گردا اور دیکھا۔ ایک مرتبہ حضرت کہیں سپیچ دینے گئے تھے دو تین گھنٹے تقریر کرکے پڑی شرح کے آرام کرسی پر جب لیٹے ٹیٹ گئے۔ ہائے مرے درد میں نے ڈبیا سے گھٹا بلند گولی نکالی اور کھلا دی اب دیکھئے بڑی گردشتہ سیر آؤ تو جاؤ کہاں وہ تمام غبار غلط حواس قائم۔ اگر اب بھی اعجاز کے قائل نہ ہوتے تو میں کچا جاتا۔ مختصر یہ کہ اب تو بے بادی ہے

نہ سیر سپاٹا ہے نہ ممبری ہے ۔ افیم کی پیالی ہے گرو ہے وہ ہیں اور بندہ ہے ۔ دونوں وقت افیم اڑاتا ہوں داستان سنتا ہوں ۔ بال بچوں کی پرورش ریاست کرتی ہے چین لکھتا ہے ۔ خدا آپ کو ورک ہنسل میں جگہ دے کیا تدبیر بتائی ہے کہ واہ ۔ میری رائے ہے کہ لبرل گروہ جو سرکار انگریز کو کبھی کبھی اپنے حقوق طلب کر کے ستاتا رہتا ہے یا باغی گروہ جو بقول نواب سو لسروس کے ہر بے جرم ملک میں شورش پھیلاتا ہے نچلا نہیں بیٹھتا بلی چھینچ پایا چوہے علیک سلیک کرے تو دل کے ابال میں کمی ہو جائے آپ کوشش کیجیے کہ ہماری بیکار کونسل کے ممبر بیٹھے سے بیگار بھلی لگے ہاتھوں ایک رزولیوشن پاس کرا لیں کہ تعلیم کے سنت وجبری ہونے سے پیشتر افیم کا رواج عام ہو جائے ۔ آج کل مسن سمجھائیں ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھی ہیں کیا اس مبارک قاطع بغاوۃ ہادم العداوۃ شے سے متعلق پروپیگنڈ اور کر تبلیغ و اشاعت نہیں کر سکیں آخر جب انکا منصب یہی ہے کہ ملک کو امن وامان کی جانب راغب کریں تو کیوں اپنے منصب کو بھول گئیں ۔ راقم آنحضرت پینک الدولہ ۔

(۳) منجانب نواب الملک بنام ایڈیٹر صاحب سرپرست بیکاران ۔ واضح ہو کہ جناب والا کے اس مشورے نے اینجانب کو بہت نفع پہونچایا حسب تحریک جناب بندہ نے ایک بڑی اونچی ناک سے آشنائی کر لی واللہ خوب گزرتی ہے تو پیان آبا کہتی ہیں انکے آشنا نہایت ادب سے سلام کرتے اور ہر فرمائش جو بادی النظر میں ابڑی جائے نہایت مستعدی سے پوری کرتے ہیں ۔ روز ساداور بے حد بے آمد گھر پہونچ کے آتے اور خوشامد کرتے ہیں صاحب سیودن کا گھر میں انبار لگا رہتا ہے شادی بیاہ کے کاموں سے گھر اچھا خاصا باورچی خانہ ہو گیا ہے جب کسی نوجی کے واسطے کہیں سے مدد گرنٹ آتی ہے تو بندہ کی خیر دانی کا حق ادا کر کے آتی ہے مرغ پیچھے سے تہیار جاری ملازمین کا سامان و مکان کے گھر کے کرایہ دونوں کا بھی بوجھ بنا رہتا ہے ۔

غم پاس نہیں پھٹکتا ۔ کبھی تھیٹر میں شب گزاری کبھی سینما میں رات کاٹی ۔ بوڑھا نخرہ خانہ سے کے ساتھ ہے یعنی ناک بھی ہر وقت بغل گرماتی ہیں ۔ امیر و امرا سے چوسر اور تاش کھیلتا رہتا ہوں بڑے بڑے ممبران کونسل و وزرائے سلطنت سے بے تکلفی بڑھ گئی ہے تخلیہ کی صحبت میں شرکت ہے ۔ اس یارانہ گانٹھنے کی بدولت اکثر بی اے اور ایم اے سفارش کرا گئے اور عہدے پاتے ہیں بلکہ کئی ایک پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل ایسے عہدے پا گئے جنہیں ہنوز علم کی ضرورت اور جھوڑن کو گروں دست نظر کی حاجت ہے ۔ بیسیوں کے لازم خادم داری کرتے ہیں کہ بھئی خاں صاحب ذری نواب تیلی را جہ شامت زدہ ٹھاکر بدھلین سنگھ چودھری قسمت دوران خان مولوی عنتہ اللہ کنور کنپال بہادر راستہ ناپایہ کو جنہیں میسو اوں میں مشغول رکھتا اس غفلت کی بدولت جو کچھ فائدہ تم اٹھاؤ گے اسمیں چہارم کے شریک تم ہو ۔ اگر یہ لوگ دیا نہ کریں تو واللہ جوہر کھیلتے وقت یا بی ۔۔۔ جان سے اختلاط کے وقت ایسی جڑوں کہ میاں نکال دیے جائیں ۔ آپ کی ایجنسی کا مشورہ کا ہے کو موہنی کا منتر ہے تسخیر کا عمل ہے دست غیب کا آلہ ہے کیمیا کا نسخہ ہے ۔ قدر و منزلت کی جان ہے ۔ ابھی کل کا ذکر ہے نواب اوگھڑ پور کے دسترخوان پر بندہ بھی تھا اور نواب صاحب کے بعض عزیز بھی تھے ماحبہ صاحب اپنے سامنے سے قاب پر قاب میری ہی طرف بڑھاتے تھے عزیز اور دوست منہ دیکھ کے رہ جاتے تھے اب چاہے نواب صاحب کو وہ اپنے دل میں بے تمیز کہیں یا نواب صاحب ان کو ذلیل کر کے اپنی عزت بڑھائیں مگر بندہ کی قدر و منزلت ضرور سوا ہو گئی ۔ نواب یونگنا نواب صاحب کے سنگے سالے جوتیاں چٹخاتے چلے جاتے تھے اور میں نواب صاحب کا سوتیلا سسرا نواب صاحب ہی کی موٹر پر دندناتا تھا ۔ متیا نگر کے تعلقدار نے اپنے بھتیجوں کو گزارہ اگلے سال نہیں دیا مگر لی لوٹن جان سلمہا کی تنخواہ انکی والدہ بیٹے میرے منہ بولے گھر کے لوگوں سے

پانسان کا خرچ ۔ میری بائیسکل کی قیمت اور جو کچھ جوئے میں ہارے تھے کمیشت گھر پر بھیج دیا ۔ اب چاہے بھتیجے فاقوں مریں یا تعلقدار تر سیں انگارے برسیں

(۴) حضرت ! آپ نے کہا تھا کہ جب تم صدق خانہ میں گوہر یک دانہ رکھتے ہو تو فکر آب و دانہ میں کیوں ملول رہتے ہو تم بیاہ ہو تو بے سنت خلق کو دے پڑنے پلاؤ نیہال پر پہنچے مارو ۔ فکر آب و دانہ ذوقیں ڈانواڈول پھرے تمہاری بلا ۔ واللہ اینجانب اب اس امر کو کہے ہمشیرہ عزیزہ کی شادی بغیر درخواست کے کسی نوجوان خارج کے ساتھ کر دی گئی ابتدا اگرچہ روزنامیس مذکور کے یہاں ناخواندہ مہمان بنا کے بھیجنا پڑا یہ ذری ناگوار بات تھی مگر انجام خوب ہوا ۔ اب عزیزہ موصوفہ زوجۂ اولی کی پوری جوڑی دار ہیں خورد محل کہلاتی ہیں مگر جسے پی چاہیں وہی سہاگن کلاں محل کی بزرگ ہو چکیں ہیں والا اگر ریاست سے بے دخل ہوا ہمشیرہ زادہ بھی مطلق ہے ۔ اینجانب گھر میں بیٹھے یاد خدا کرتے ہیں مزے اڑاتے ہیں جامدانی کے انگرکھے پہن کے چہار کو چشم موٹر لینڈو سواری کو حاضر ہے سالار جنگ بہادر خطاب ملا ہے کبھی کبھی منبولی صاحب ہیں ۔۔۔ سالا ۔۔۔ کہہ دیتے ہیں اول تو یہی بات ہے برا کون مانے دوسرے دودھاری کاٹنے کی دولا ہیں بھی بھلی ۔ بلا سے شغل بیکاری تو قائم ہے ۔ راحت کا سامان تو مہیا ہے ۔ روڑے روپے سے تو مجات ہے ۔ افسوس ہے کہ خاندان میں عورتیں تو بہت ہیں مگر ایسی خوش تقدیر ایک بھی نہیں ۔ جو نصیبا جوان کرے ۔ بندہ آپ کا تہ دل سے منت گزار ہے اور دعا کرتا ہے کہ شیطان کی سلطنت جب تک رہے اسوقت تک آپکی ایجنسی بھی رہے آپ پر جستہ تدابیر بتانے والی کوئی ایجنسی دنیا میں نہیں ۔ یہ نسخہ ان لوگوں کو یاد نہیں ہیں جو ہزاروں کوس کا فاصلہ طے کرتے پہاڑوں کے جگر سونا و پاتیل چیر ڈالتے ہیں ۔ اگر آج آپ کی شاگردی کرتے تو قارون کے لال رہتے ۔ دل آزادی بچا اور غصب وتغلب کے الزام سے بھی بچتے ۔ نہ ہینگ لگتی نہ پھٹکری رنگ چوکھا آتا گھر سے جھجری لال بن جاتا ۔

[illegible]

مولانا پنچ کی نوٹ بک

جھوٹ کا پُل

جب ... ظفر خان صاحب اکثر بے پر کی اُڑایا کرتے ہیں۔ ... مرتضیٰ کا پُل برق کے صدمہ سے ٹوٹ گیا ترکوں نے انکے نزدیک سرنگیں بچھا رکھی تھیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ سیاسی ضرورت سے پُل کو اُڑا دیا گیا۔ آخر معلوم ہوگیا کہ یہ جھوٹ کا پُل ... نے باندھا تھا جسے ترکوں نے اُڑا دیا۔

بس ٹکے جن نمک ادا کرنے والے لجیسلیٹو کونسل کے ممبر زیادتی محصول نمک سے ناراض ہوئے اور شور مچا کر دکھانے کے لیے استعفا بھی پیش کر دیا مگر پھر انھیں کا انتخاب عمل میں آیا۔ اس وجہ سے کہ ان کے مقابلے پر کسی دوسرے نے جوڑ نہیں پکڑا کالی۔ واہ وا نمک کیا مہنگے پھر وہی چنے کی (بے نمک) کھا کے بیٹھیں۔ تعجب ہے کہ سسترو اس نے اس تقرر میں کوئی حصہ نہیں لیا کیا سنی کہ اگر وہ چاہتے تو ان کے مقابلہ پر اپنے آدمی کھڑے کر سکتے تھے۔ تنہا پیش قاضی روی راضی آئی کا مضمون ہوا۔

بحوالہ روزنامہ قوم ... سید محمد مولوی آزاد سبحانی صاحب فرماتے ہیں کہ میں تو تحریک سندھی کو نبکر کیا ہوتا مگر کیا کروں مولویوں نے میرا کہنا قبول نہیں کیا۔ میں نے سوراج کا وہ خطرہ کے شروع ہی سے صاف صاف کہا تھا کہ سوامی جی اب وہ بیلچہ گرینڈل میں لے کر نکلو۔ اُنھوں نے کہا کہ پہلے مولویوں کو روکو پھر ہم سے کہو۔ بھلا مولوی کس کی سنتے ہیں آخر ڈور اُلجھ گئی کنکوا لوٹ گیا۔ ہمارے نزدیک آزاد صاحب کو نہ سوامی سے یہ کہنے کا حق تھا نہ مولویوں سے ان تحریکات میں اب سکون پیدا نہیں ہو سکتا حقوق اور مذہبی حقوق! اور پھر آزادی کا دور! بیسویں صدی کی تعلیم۔ بھلا دُکھتی آنکھیں گلے میں ڈالیں! یہ ناممکن ہے۔

تعدد جاتے اخبار والوں کو لارڈ ریڈنگ سے گیا

عادت ہے کہ جب کوئی افواہ ہندوستان سے اُنکی رعایا کے بارے میں مشہور ہوتی ہے تو فوراً جواب دیتے ہیں۔ جناب آپ جانے کے لیے یہاں نہیں آئے ہیں۔ آپ کے تشریف لیجانے کی ایک ہی صورت ہے۔ یعنی آپ کہ اہل ہند مطلقاً نگوڑی چھوڑ دیں۔ ہمارا دل سے ... آپ کو کیوں ہجر سکیں گے اور اپنے وجود انصاف آموز سے ہندوستان کو اس طرح خالی کر دیں گے جس طرح شداد نے بہشت

لارڈ پیل صاحب وزیر ہند کی چنگھاڑ ... آج ... مرتبہ سے سوا ہم نے کبھی نہیں سنی ... دنشرن صاحب ہند باعتبار اللہ اللہ باعتبار عینک ... دن پیل صاحب کی زبان سے جھڑتے ہیں۔ بالفعل یہ مسئلہ کسی قدر قابل تردید ہے کہ ہندوستان وزروئے قانون اصلاحات بحری محصول کے ردوبدل میں آزاد ہوگیا باہر کی چیزوں پر محصول کی افزائش نے انکا خاطر کو مخمصہ میں مبتلا ... اب رہے وہ اختیارات جو وزیر ہند کو ہندوستانی بجٹ میں تصرف و نظیر کا مجاز کرتے ہیں تو ان کو وقت بے وقت کے لیے انکار کیا ہے۔ ایسی دست اندازی جلی سیاست میں بھی عمل ہوگی اور قانون کی دھاک کو بھی خاک میں ملا دے گی۔ لوگ شکنیں بچھائیں گے ... ریڈیاں ... دے" لہذا اس ... سے یہی ممکن ہے کہ ہندوستانی کارخانہ اور لنکا شائر کے کارخانے خود ہی ایسے معاہدات کی بنا ڈالیں جو طرفین کے لیے مفید ہوں یہاں تک تو جو کچھ ہے "فرو" اور ... ہے لیکن اس جملہ کا مطلب حل طلب ہے، کہ کیا گورنمنٹ لنکا شائر کے اغراض کے خلاف چل کر زیادہ دنوں تک قائم نہیں رہ سکتی؟

مستعفی وزرائے صوبہ متحدہ کی جگہ جو وزیر منتخب ہوئے ہیں اُنھوں نے اپنی تنخواہ چار ہزار روپے ماہوار سے تین ہزار کر دی ہے ہم تو ... اس [illegible]

معلوم کرتے کیسے بجتے ہیں۔

بحوالہ مشرق دام بڑھانے کے سودے میں بعض وکیل بھی گرفتار ہوئے اور چاہتے ہیں کہ جب ان کورٹ فیس میں زیادتی ہوئی ہے تو وہاں قانونی فیس بھی اس فیض عام سے محروم نہ رہے بات معقول ہے اور ریڈنگ انصاف کے چیلے ہیں انکے زمانہ میں انصاف کی جنس جو ہر فرد کو اور ہیرے کی طرح عزیز ہو رہی ہے۔ انصاف کی قدر کے ساتھ قیمت کی ترقی ایک واجبی مطالبہ ہے جس مردود غرضمند کو مقدمہ کی غرض ہوگی وہ اپنا حق مانگنے سے پہلے قانونی دوزخ بھرنے کی فکر کرے گا۔ مرے گا اور بھرے گا۔ وکیل کی فیس کورٹ کی فیس رشوت نذرانہ کی فیس بڑھائی جاتی ہے تو بیچارے گواہوں نے کیا قصور کیا ہے انکا مطالبہ اور سفر خرچ بھی شاہانہ ہونا چاہیے۔ ہم گواہی دینے والوں سے درخواست کرتے ہیں کہ آئندہ سمن گواہی کے ساتھ اگر دو تین روپیہ آئیں تو انہیں لازم ہے کہ گالی کے جواب کی طرح فوراً واپس کر دیں اور پشت پر لکھ دیں کہ خوراک ناکافی ہے۔ گاڑی تانگہ یکہ ریل کا کرایہ بھی بڑھ گیا ہے اور خوراک کی قیمت بھی

التماس

نیاز مند ایڈیٹر کی صحت آجکل ناراض ہے لہٰذا اگر پرچہ نا وقت شائع ہو تو ناظرین ناراضی کا اظہار نہ فرمائیں۔ ایسے کہ روٹھنے کے عوض میں روٹھنا مصالحت کا عمدہ عنوان نہیں ہے۔



معاہدۂ چسٹر یا چلتی گاڑی میں روڑا

فرانس:- "پھر لگا دے ہیا۔ بھلا بہادر ہیا"

انگلستان:- "نا انصافی! نا انصافی! ناحق شناسی! خود غرضی!"

ماموں سام:- "ڈھکوں سے گاج نہیں ٹلتی"

ترک:- "ہماری بلا سے کالا مارے یا بھورا۔ تم جانو تمہارا کام جانے"

جھیپو

بقیہ ۹ فروری سنہ ۱۹۲۳ء

(نمبر ۲)

تتمہ باب چہارم

میں دل سے عہد کرتا ہوں کہ نہ جھیپوں گا نہ جھیپوں گا۔ کیا شب بیداری اور محنت کا نتیجہ یہی ہوگا؟ کہ ایسی جواہر آگین نظم ذرا سی جھیپ کے نذر کر دی جائے۔ نادم ہوں "یہ نہیں ہو سکتا۔ ایک ایک حرف میں نے از بر یاد کر لیا ہے دل کے سنگ مزار پر یہ کل اشعار کندہ ہیں کیا مجال جو ذرا بھولوں بھٹکوں یا زبان کو لکنت ہو۔ میرا خط بھی آئینہ کی طرح صاف ہے یقین ہے کہ بزم دربار موسیقی میں روشنی خوب ہوگی نگاہ کو چوکنے اور غلطی کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ سنیئے میں نے کیا کہا ہے۔ یہ نظم ہے یا موتی پروئے ہیں۔ آج بلبل اور ٹینیسن ہوتے تو جھیپ جاتے۔

میرے بابل فون اور وادی کے پھول
تجھ سے جنت از پئے ہر دل ملول
تیرا دامن تختۂ گلزار ہے

تیری جھولی میں بھری ہیں نعمتیں
نعمتیں ہیں یا سراسر برکتیں
تجھ پہ نازل رحمت غفار ہے

فرش مخمل کا ہے یا سبزا ترا
قلب پر ہر اک کے ہے قبضا ترا
پھول سے بہتر ترا ہر خار ہے

نغمہ زن ہیں بلبلیں ہر چار سو
فاختائیں کہتی ہیں حق سرہٗ
چہچہوں سے تیرا [illegible]

ہے ہوا تیری نہایت خوشگوار
ہے پپیہے مست ہر اک بے گماں
جس کو دیکھو نشہ میں سرشار ہے

کاٹ ڈالے تیرے فرزندوں نے تاج
تیغ کے جوہر سے لیتے ہیں خراج
تیرے دشمن پر خدا کی مار ہے

لب پہ پیکش کے جو تیرا نام ہو
مے سے بھر جائے جو خالی جام ہو
کیا سخی داتا تری سرکار ہے

جمع ہیں یاں ماہران موسیقی
جن کو کہیے ساحران موسیقی
سچ ہے تو بابل کا بھی سردار ہے

ہیں فراہم یاں زنان خوش ادا
ساری جن کی نگاہوں پر فدا
جان ان کی ہر جگر کے پار ہے

واہ کیا بھرپور ہے یہ بزم نور
دوستو تم کو مبارک یہ سرور
ختم اب فلٹر کا یہ طومار ہے

میں اپنی مدح سرائی با آواز بلند کر رہا تھا اور جھوم جھوم کے اپنی نظم کے اشعار پڑھ رہا تھا کہ پیچھے سے قہقہہ کی آواز آئی۔

لاحول ولا قوۃ۔ بالکل خلاف دستور کسی کے تخلیہ میں بلا اجازت مخل ہونا سراسر معیوب ہے۔ "بس بھئی میاں اب رٹ چکے جلسہ کا وقت قریب ہے اگر ابھی سے نہ چلو گے تو سب سے آگے جگہ نہ ملے گی۔ تمہارے لیے بہ نسبت دوسروں کے سب سے آگے بیٹھنا زیادہ مفید ہے تاکہ تم کسی کو دیکھو نہ تمہیں کوئی دیکھے۔"

میں "ہائیں۔ میری جان بل کیا تم ہو خیر تمہارے واسطے اجازت ہے کیا تم نے میری نظم سن لی؟"

بل "ہاں حرف بحرف سن لی۔ دیکھو جس طرح ابھی تم پڑھ رہے تھے اسی طرح پڑھنا خبردار جھیپنا نہیں۔ ورنہ ساری محنت خاک میں ملجائیگی اللہ جانتا ہے۔ خوب شیریں اشعار لکھی ہیں۔ میرا جی خوش ہو گیا۔ ہے چلو اٹھو جلدی۔ دیر نہ کرو۔" آگے میں اور پیچھے بل۔ میرے شانے پر بل کا ہاتھ۔ جیسے مادرون میں آنکھیں مانگتے اندھے جاتے ہیں۔ ہال میں تل رکھنے کی جگہ نہ تھی۔ واقعی تعجیل کی پھر بھی دیر ہو ہی گئی۔ مگر تیر بل کی رہنمائی سے جگہ اچھی مل گئی واقعی اگر یہ جگہ نہ ملتی اور میں تنہا ہوتا تو میرا یہاں تک پہونچنا دشوار تھا سیکڑوں جگہ شرم دامن تھامتی اور سنگ راہ بن کر ٹھوکریں کھلاتی۔

پریسیڈنٹ افتتاحی تقریر ختم کر چکا اور مجھے دیکھتے ہی کہنے لگا۔

"حضرات! ہمارے شہر کے مشہور رنگیلے چھبیلے ہونہار مسٹر فلٹر نے ایک نظم میں فصاحت کے دریا بہائے ہیں۔ نظم یقیناً با موقع و بر محل ہو گی اور سامعین حضرات کے سرور کو دوبالا کرے گی۔"

ابھی تک بندہ نہایت اطمینان سے بیٹھا تھا اپنا نام سنتے ہی جیسے کسی نے شانوں پر منوں کا بوجھ لاد دیا۔ اٹھتا ہوں اور پھر کسمسا کے رہ جاتا ہوں بیان نہ رہے شرمندگی اٹھا نہیں جاتا مگر اہل جلسہ نے نام سنتے ہی تالیاں پیٹنی شروع کر دیں۔ تڑ تڑ تڑ تڑ کی صدا کان کے پردے چیرتی ہوئی دماغ میں گھسی اور لگی ہمت مردانہ کو مضمحل کرنے۔ مگر واہ رے بل تیرے صدقے تیرے نثار کیا وقت پر مدد کی ہے۔ کان میں جھک کے کہنے لگا "میری جان کی قسم اٹھو تمہیں کیا ہو گیا ہے؟" لڑکے اپنے بوٹ کی ایڑیاں سنگی فرش پر ٹھونک رہے تھے اور یہاں دل کی ہمت خود بخود گھٹ رہی تھی۔ میں اٹھا اور لیمپ کے قریب کاغذ لے گیا۔ گلے کے بٹن پر کھنکھار کی جھاڑو کئی مرتبہ پھیری۔ منحوس بانز خرے کی صفائی کسی طرح نہ ہو سکی۔ رکھ رکھ کے زور لگاتا ہوں آواز بیٹھی جاتی ہے نگاہ نے بھی اسوقت ساتھ چھوڑ دیا جنون کی

جگہ ٹیڑھی ترچھی لکیریں دکھائی دینے لگیں۔ اب حافظہ کو مدد کے لیے بلایا اور "ہر چہ بادا باد" کہہ کے پہلا لفظ منھ سے نکالا۔

"میرے!"

یا اللہ یہ میری ہی آواز ہے۔ لاحول ولا قوۃ معلوم ہوتا ہے سانپ کے گلے میں مینڈک بولا۔

پھر کہا۔ "میرے!"

ہرگز نہیں یہ میں۔ نہیں بول رہا ہوں میری روح بول رہی ہے۔

ایک لڑکا: "اے جان ہوں پہ ہے۔ شہادت کا کلمہ پڑھ کیا میرے میرے لگائی ہے"

دوسرا: "کار بوزنہ نیست نجاری"

تیسرا: "بچے کرو میاں چھچھو"

چوتھا: "سنگ آمد و سخت آمد"

میں نے خیالات کے بھاگتے بھوت کو ارادے کی مضبوط رسی میں پھر جکڑا اور کہا "میرے!"

اب کی مرتبہ ایک ذات شریف نے اپنے گنتے کے کان زور سے اینٹھے وہ اپنی سریلی آواز سے تیر خوش آہنگ نغمہ کو جس میں میرے میرے کی تکرار تھی سہارا دینے لگا۔ اور میں نے بفضل خدا پورا مصرعہ پڑھ دیا۔

"میرے نابل ہوں اور وادی کے بھول"

ایک: "وادی نہیں نالی کہو۔ یار تم کو نا کہ تیر نہیں وادی ہے نابل ہوں اپنے وطن کا نام بھی بھولا۔ ہے تری گھبراہٹ کے دم میں گر بھی کا بھول"

دوسرا: "مصرعہ میں لگائے دیتا ہوں ؎

ہوئے نا معقول اور گنے کی بھول"

ان صداؤں کی پروا کرتا تو نظم ناتمام رہتی۔ میں نے عہد کر لیا کہ ان بیہودہ زبان درازوں کی پروا نہ کروں گا۔ پھر کھنکھار کو مدد کے لیے طلب کیا۔ مصنوعی کھانسی سے استعانت کی۔ پھبتیاں اور آوازے ہر لحظہ ترقی پر۔ "اُف چھچھوندرے آدمی سے کہ تھوڑا برابر بھنبھنا رہا ہے" "یا اللہ اس وقت میری آواز کو کیا ہو گیا ہے کسی طرح ساتھ نہیں دیتی معلوم ہوتا ہے ایک گھٹے ہوئے پیالے کا حلق کے اندر گھسا ہوا ہے۔" بمشکل کہا۔ "تجھ کو جنت ۔۔۔۔۔"

ایک: "تجھ کو جنت"

دوسرا: "تجھ کو جنت"

تیسرا: "تجھ کو جنت۔ تیرے ماں باپ کو جنت"

چوتھا: "تجھ پہ لعنت"

پھر میں: "آرڈر۔ آرڈر"

میں: "سوئے جنت از پے ہر دل ملول"

آوازیں: "واہ واہ واہ بھئی واہ واہ جی ہو"

معہ کا نیا بنا ضروری تھا اس واسطے چار و ناچار اپنی نظم کو اس طرح ختم کیا جیسے کوئی مریض کڑوی دوا کو مزے لے لے کے پیئے۔ میں نے لوگوں سے سنا کہ پڑھنے میں کچھ غلطیاں ہوئیں۔ مثلاً تختہ کو تخت۔ نخل کو نجل۔ قبضا کو فیضاً ثانی جام کو جانی خام۔ تان کو نان ختم کو جہنم پڑھ گیا۔ لیکن یہ کچھ تھوڑی کامیابی نہیں تھی پہلے پل کا واسطہ تھا۔ ادھر میری زبان سے آخری مصرعہ نکلا۔

"جنم اب غلطر کا یہ طومار ہے"

ادھر واہ واہ کا شور مچا۔ میں جانتا تھا کہ تقدیر پلٹ گئی۔ یہ تعریف و تحسین نہیں ہے۔ بہر حال میری گھبراہٹ کا لوگوں کو شکر گزار ہونا چاہیے جس نے آج کی رات لوگوں کے لیے تفریح طبع کا سامان بہم پہنچا دیا۔ پریسیڈنٹ نے اختتام بزم کا اعلان میرے سامنے نہیں کیا۔ نظم سوت کے بچے کی طرح صدر کی میز پر چھاپ کے سبزہ وچل دیا۔ صرف بل کا خیال تھا مگر وہ واہ میں فرفر ہنکوپ کے ساتھ گاڑی میں بیٹھی ہوئی ملی۔

اتنی بڑی مہم سر کرنے کے بعد کچھ دنوں تک راحت ملنی چاہیے تھی مگر دنیا کی ہنگامہ پسندی بھلا کب نچلے بیٹھنے کی روادار ہوتی۔ کل شہر کا بڑا میلا ہے آج ہی سے میرے گھر پر دوستوں کا دھاوا شروع ہو گیا۔ گھر تو خیر گرو لپ بھی بی بل صاحب نے گرتے کا بل جلا دیا۔ آتو وہی بس کی لگا ٹھکیا کیا "کیا شگار کیا ہے کہ تو ا مسیحا بھی جان سلامت نہیں بچا سکتا۔ میں جانتا ہوں یہ سب میرے بیوقوف بنانے کی چالیں ہیں۔ بھلا اس سے کیا ہوتا ہے۔ اپنے معشوق کے سامنے کون بیوقوف نہیں بنتا۔ بیوقوف بننے کا یارا نہ ہو تو عاشق ہی کیوں ہو۔

اسے لیجیے ایک درجن سہیلیوں کے ساتھ دوکان پر موجود ہیں۔ خیریت ہے کہ ابا موجود نہیں ہیں۔ آدھ گز سرخ ریشم آدھ گز نیلا آدھ گز گلابی آدھ گز فیروزئی۔ گز گز بھر ہر رنگ کا فیتہ۔ تین گز جلد سازی کا کپڑا چھ سات ڈالر کا مال مفت نذر کرنا پڑا۔ چلتے چلاتے ایک ٹین کافی ایک ٹین مکھن کا ابھی ڈبے میں رکھا اور سامی کی سہیلیوں کو میرے پیچھے لگا دیا کہ دیکھو میلے میں ضرور آنا ہے تمہارے سارا مزا کرکرا ہو جائے گا۔ لاکھ لاکھ منت کی کہ میلے ٹھیلے میں میرا جی نہیں لگتا۔ بھلی مجھے تو شرم آتی ہے مگر کسی نے ایک نہ سنی بلکہ دھمکی دی کہ اگر تم نے انکار کیا تو ہم سب یہیں دھرنا دیں گے اور گھر واپس نہ جائیں گے۔ چاہے تمہارے والد خوش ہوں یا ناراض۔ آپ خیال تو کیجیے نازک نازک ہونٹوں سے جب یہ الفاظ نکلیں تو دل کیونکر نہ پسیجے توبہ پر کیونکر آفت نہ آئے عہد کیونکر نہ ٹوٹے۔ خالی ہاتھ میلے میں جانا حماقت ہے مگر جیب خالی ہے۔ اماں سے ہزار خرابی دس ڈالر مل سکے اور میں نہیں جانتا کہ کس طرح میلے میں پہنچ گیا۔ میلے کا ہر دوکاندار نہایت کشادہ پیشانی کے ساتھ میرا استقبال کرنے لگا۔ آپ جانیے کوئی صاحب غرض آنکھوں میں آنکھ ڈال کے کچھ کہے اور بات نہ سنی جائے مروت کے خلاف ہے۔

ایک: "ہا ہا کیا حسینی ہے کیا جھمجھما ہے۔ یہ ریکا چھلکتا ہے مسٹر ظفر بس آپ کی قدردانی سے اپیل ہے ذری کاریگری دیکھیے"

دوسرا: "واہ واہ اپیل دینے کی پچکاری کیسی بکار آمد چیز ہے دماغ کے نتھنے تک کھینچ لاتی ہے کیسا ہی انقباض ہو شگفتگی پیدا ہو جاتی ہے مسٹر ظفر آپ ضرور خرید فرمایئے اکثر آپ کی جلوت میں نظم پڑھتے وقت کچھ اٹک جاتا ہے۔ خدا نے چاہا تو اس کے استعمال سے یہ شکایت رفع ہو جائے گی"

(باقی آئندہ)